جہاد کی فضیلت
تصنیف لطیف
شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
www.FaizAhmedOwaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

جہاد کی فضیلت

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! ہمارے دور میں ہر طرف سے الجہاد الجہاد کی پکار سنائی دیتی ہے۔ فقیر نے چاہا کہ جہاد کے فضائل عرض کروں اور ساتھ ہی بتادوں کہ حقیقی اور اصلی جہاد کون سا ہے اور نقلی جہاد کون سا؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فقیر کی سعی مشکور اور ناشر اور مساعی سے ماجور اور مستفیدین کے لئے مشعل راہ ہدایت اور فقیر اور ناشر کے لئے توشۂ راہ آخرت بنائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۴ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ

☆

☆......☆

☆......☆......☆

☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ العلی الحق المبین والصلوٰۃ والسلام علی افضل الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعلمین المعروف عند اعداء الاسلام والدین النبی الامی الصادق الامین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاھرین۔

جہاد کا لغوی معنی: المنجد میں ہے ''جہادٗ'' الجہد سے ہے عربی کہتے ہیں **جھد فی الامر** بہت کوشش کرنا اور جہاد مفاعلہ کا مصدر ہے۔ کہا جاتا ہے **جاھد مجاھدۃ و جھادا** بمعنی پوری طاقت لگا دینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، ایت ۷۸)

خلاصہ یہ کہ جہاد کا مفہوم انتہائی قوت سے حملہ آور دشمن کی مدافعت کرنا۔ (مفردات القرآن امام راغب)

(۱) جہاد کے درجات کا اول درجہ صرف ایک جدوجہد ہے جو حق وصداقت کے لئے حرکت میں آتی ہے اور اس کو جنگی محاذ آرائی سے کوئی واسطہ نہیں اور اس جدوجہد کا مقصد صرف یہ ہے کہ زبان اور قلم اسلام کا پیغام دوسروں کے دلوں میں پہنچانے میں آزاد ہو۔

(۲) جب دشمن طاقتیں عقل وفراست سے عاری ہو کر مقابلہ پر آجائیں تو ایسے وقت میں جہاد کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ دشمنوں اور ان کے تمام جنگی مرکزوں کے خلاف مسلح جنگ کی جائے اور ان کو فتح کر کے دم لیا جائے۔ قرآن کریم نے جو جہاد کا نصب العین متعین کیا ہے وہ یہ ہے۔

خدا کے باغی منکروں کا دعویٰ سرنگوں رہے
اور اللہ کا بول ہمیشہ بالا رہے

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ ایک دیہاتی حاضر خدمت ہوا اس نے سنجیدگی سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ ایک آدمی مال لوٹنے کے لئے جنگ کرتا ہے دوسرا ذاتی شہرت کے لئے تیسرا غرور شجاعت کی نمائش کے لئے۔ ان میں کون سا شخص جہاد فی سبیل اللہ کے نصب العین کو پورا کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تینوں نہیں بلکہ وہ شخص جو اس لئے جنگ میں حصہ لیتا ہے تاکہ کلمۃ اللہ بلند رہے اور اللہ کا بول بالا ہو۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری عینی، جلد ٤، صفحہ ٥٥٧)

یہی اصلی جہاد ہے اس کے قرآن وحدیث میں بے شمار فضائل وارد ہیں۔ چند فضائل ملاحظہ ہوں:

فضائل جہاد از قرآن مجید

(۱) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

(پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۹۰)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

فائدہ: ہجرت سے پہلے مسلمانوں کو لڑنے کی ممانعت تھی اور اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ وہ کفار ومشرکین کی ایذارسانی پر صبر کریں۔ جب حضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو کفار ومشرکین سے لڑائی کی اجازت میں جو سب سے پہلی آیت کریمہ نازل ہوئی وہ یہی آیت مبارکہ تھی۔

ازالہ وھم: عیسائی ودیگر اعدائے اسلام کہتے ہیں کہ اسلام بزور تلوار پھیلا ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر یہی بات ہوتی تو جنگ کی ابتدا مسلمانوں سے ہوتی یہ سب مانتے ہیں کہ لڑائی میں پہل مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہوئی بلکہ کافروں کی طرف سے ہوئی تھی۔ ان کے ظلم وفساد کی جڑ کاٹنے اور ان کے کفر کی سرکشی کا زور توڑنے کے لئے مسلمانوں کو ان سے لڑنے کی اجازت دی گئی۔

ہجرت سے پہلے تو مسلمانوں کو لڑنے کی مطلق اجازت ہی نہیں تھی مکے میں مسلمانوں کا اس کے علاوہ اور کوئی کام ہی کیا تھا کہ وہ کافروں کے ہاتھوں سے مار کھاتے رہیں، زخم پر زخم سہتے رہیں، قتل ہوتے رہیں اور صبر کرتے رہیں جب کافروں کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو مسلمانوں کو بھی تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی۔

علاوہ ازیں سینکڑوں مسلمان جو عین مظلومی کی حالت میں مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے گئے تھے اُنہوں نے کس کی تلوار کے خوف سے اسلام قبول کیا تھا اُس وقت تلوار تو کفارِ مکہ کے ہاتھ میں تھی مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار ہی کہاں تھی کہ تلوار کے خوف سے کوئی اسلام قبول کرتا۔

اس کی مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''کیا اسلام تلوار سے پھیلا ہے؟'' میں مطالعہ کریں۔

وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ

(پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۹۳)

ترجمہ: اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔

فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اسلام میں جہاد اور جنگ کا مقصد ملک گیر نہیں اور نہ مالِ غنیمت کا حصول ہے بلکہ ان شرارتوں کو روکنے کے لئے جو دین حق کو قبول کرنے کے لئے کافروں نے کھڑی کر رکھی تھیں۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۲۱۶)

ترجمہ: تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے، اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو، اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

فائدہ: اسلام میں اکثر عبادات ایسی ہیں جن کا تعلق جسم اور مال کی قربانی سے ہے لیکن جس عبادت میں جان کی قربانی دینی پڑتی ہے وہ صرف جہاد ہے پھر ساری آرزوؤں اور تمناؤں کا محور آدمی کی زندگی ہی ہے۔ زندگی کے لئے ہر چیز قربان کی جاسکتی ہے لیکن قربان جائیں قرآن کے اس اندازِ بیان پر کہ اس مشکل کو کتنی آسانی سے اس نے حل کر دیا۔ وہ یہ کہ جہاد کا حکم یقیناً تمہیں ناگوار ہوگا کہ اس میں جان کی قربانی کا سوال ہے لیکن یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو چیز تمہیں بُری لگتی ہے ہوسکتا ہے انجام کے اعتبار سے وہی تمہارے حق میں بہتر ہو اور جو چیزیں تمہیں بھلی لگتی ہیں ہوسکتا ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ تمہارے حق میں بُری ہوں کیونکہ ہر چیز کا انجام اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

یعنی جہاد سے جی چرا کر اگر کچھ دنوں کے لئے تم زندہ بھی رہے تو اس کے دردناک انجام کی تمہیں کیا خبر! اس کا علم تو صرف اللہ کو ہے لیکن اگر تم نے خوشی خوشی اللہ کی راہ میں اپنی جان دے دی تو اس کے بدلے میں اللہ تمہیں ایسی نعمت عطا کرے گا کہ ہزاروں زندگیاں اس پر قربان ہیں۔ مرنے کا ایک وقت تو بہرحال مقرر ہے بستر مرگ پر مرو یا میدانِ جنگ میں جب ایک دن مرنا ہی ٹھہرا تو کیوں نہ ایسی موت مرو جو تمہیں شہادت کی موت سے سرفراز کرے اور جس کے صلے میں دائمی عزت اور آسائش کا گھر تمہیں نصیب ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، ایت ۱۱۱)

ترجمہ: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے، اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں، اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون؟ تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے، اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کو جہاد کی ترغیب دی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔حالانکہ مومنین کی جان اور اُن کا مال سب اللہ ہی کی ملک ہیں لیکن بندہ نوازی فرمائی کہ اسی کی دی ہوئی جان اور اسی کا بخشا ہوا مال اس کی راہ میں خرچ کرو اور جنت کے مالک ومختار بن جاؤ۔قتل کرو جب بھی اور قتل ہو جاؤ جب بھی جنت کا استحقاق ہر حال میں محفوظ ہے اور بات میں قوت پیدا کرنے کے لئے یہ یقین دہانی بھی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اتنا پکا ہے کہ اس نے تورات،انجیل اور قرآن میں اپنے وعدے کے ایفاء کا پورا پورا ذمہ لیا ہے۔اس کے بعد بھی اگر مومنین جہاد کے لئے اپنے گھروں سے نکل کر جنت کی طرف پیش قدمی نہ کریں تو ان سے بڑھ کر بدقسمت اور کون ہوگا؟

(۵) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (پارہ ۱۰،سورۃ التوبہ،ایت ۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان،یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں،تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں قرآن نے ان ساری چیزوں کو سمیٹ لیا ہے جو جہاد میں جانے سے کسی انسان کو روک سکتی ہیں۔ماں باپ چھوٹ جائیں گے،اولاد کو خیر باد کہنا ہوگا،بھائی بہنوں سے جدائی ہو جائے گی،دل لبھانے والی بیبیوں سے فراق کا صدمہ برداشت کرنا ہوگا،خاندان کے اعزہ واقارب سے مفارقت ہو جائے گی،کمایا ہوا مال قبضے سے نکل جائے گا،تجارت خراب ہو جائے گی،پسندیدہ مکانات کو الوداع کہنا ہوگا۔اگر یہ چیزیں جہاد کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں تو اب یہ دہلا دینے والا اعلان سنیئے جو غفلتوں کا نشہ اُتارنے کے لئے کافی ہے کہ خدا کے عذاب کا انتظار کرو عذاب کی اگرچہ کوئی تفصیل نہیں ہے لیکن عذاب بہر حال عذاب ہے۔

فَلْيُقَاتِلْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (پارہ ۵،سورۃ النساء،ایت ۷۴)

ترجمہ: تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہئے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت لیتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اُسے بڑا ثواب دیں گے۔

فائدہ: یعنی کوئی بھی حال ہو وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے ثواب کا مستحق ہے مجاہد کے لئے جنت میں مختلف مدارج بنا رکھے ہیں۔ جس کی تفصیل ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

سب سے بڑھ کر یہ شانِ مجاہد ہے کہ شہادت کے بعد شہید ولایت کاملہ میں صدیقوں سے دوسرے نمبر پر آئے گا چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ (پارہ ۵، سورۃ النساء، ایت ۶۹)

ترجمہ: جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

اور اللہ تعالیٰ مجاہد کو شہادت کے بعد دنیوی زندگی سے بھی زیادہ ایسی خوشگوار زندگی بخشتا ہے کہ اب اس کو مردہ کہنا بھی اسے گوارا نہیں۔

(۷) وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰكِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ

(پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، ایت ۱۵۴)

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

بلکہ مردہ سمجھنے سے روک دیا گیا چنانچہ فرمایا:

(۸) وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ۝ فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَیَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝

(پارہ ۴، سورۃ ال عمران، ایت ۱۶۹-۱۷۱)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی، جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔

شانِ نزول: اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہداء اُحد کے حق میں نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز

پرندوں کے قالب (صورت) عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں، جنتی میوے کھاتے ہیں، طلائی قنادیل جو زیرِ عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں جب اُنہوں نے کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھے نہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا پس یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابوداؤد)

اس سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں جسم کے فنا کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں۔

فائدہ: شہید زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح وجسم دونوں کے لئے ہے۔ علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں۔ مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اور ان کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ جن شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تروتازہ پائے گئے۔

(خازن وغیرہ)

مزید فضائل وکرامات کے ابواب میں پڑھیے۔

احادیث مبارکہ:

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کون سا شخص افضل ہے؟ فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان ومال سے جہاد کرتا ہے۔ سائل نے عرض کی اس کے بعد؟ فرمایا وہ شخص جو جنگل کی کسی گھاٹی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور خدا کی مخلوق کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے تمام لوگوں سے صدیقین کے بعد بڑا مرتبہ پائے گا۔ یہ مرتبہ اتنا بلند ہوگا کہ جس پر تمام لوگ قیامت میں رشک کریں گے۔

(۲) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔

فائدہ: پہلے ستر سال مسلسل نماز (نوافل) پڑھنا ناممکن ہے اگر کسی خوش نصیب کو یہ دولت نصیب ہو تو مجاہد کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ قیامت میں ستر سالہ عابد سے مجاہد افضل واعلیٰ ہوگا۔ اگرچہ اسے میدانِ جہاد میں ایک ساعت حاضری کا موقعہ ملا ہو پھر اس کا مرتبہ کتنا بلند ہوگا جو اپنی زندگی جہاد کے لئے وقف کردے۔

نوٹ: جہاد کئی قسم کا ہے۔ اپنے نفس سے، زبان، مال، قلم وغیرہ جہاد کے موثر ذرائع ہیں ان کے ساتھ ساتھ جہاد کا مصروف ذریعہ ہتھیار ہے اور یہی تمام قسموں سے افضل ہے۔ میدانِ کارزار میں جان ہتھیلی پر رکھ کر جہاد کرے یعنی

اعدائے اسلام کے مقابلہ میں جان جانِ آفرین کے سپرد کردے اور اس طرح کا جہاد تا قیامت جاری رہے گا۔

انتباہ: جہاد کا انکار قادیانی نے کیا وہ اس حدیث شریف کا منکر ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری ہے۔

(۴) امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال بالکل اس شخص کی طرح ہے جو ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور اپنی راتوں کو قرآن کی تلاوت اور نماز پڑھنے میں بسر کرتا ہے اور وہ روزے نماز سے کبھی نہیں تھکتا یہاں تک کہ اللہ کی راہ میں جہاد کر کے واپس لوٹ آئے۔

فائدہ: نبی پاک ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے جہاد کے لئے نکلتا ہے اسے صائم الدہر کا بھی ثواب ملے گا اور قائم اللیل کا بھی۔ جب تک وہ جہاد سے واپس نہیں لوٹتا دن کے روزہ دار اور رات کے عبادت گزار کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔

انتباہ: گویا قیامت میں مجاہد امیر ترین لوگوں میں شمار ہوگا جہاں صرف ایک نیکی کی بڑی قدر ومنزلت ہوگی ایک شخص کی ایک نیکی کم ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کسی سے مانگ کر لاؤ تمہیں بہشت میں داخل کروں وہ مارا مارا پھرتا رہے گا کوئی بھی اسے نیکی دینے کو تیار نہ ہوگا یہاں تک کہ ماں باپ سے بھی مایوس ہو کر واپس لوٹے گا کسی سے اسے وہ نیکی ملے گی تب جنت جائے گا۔

(۵) امام بخاری اور امام مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہیں کوئی آدمی ایسا نہیں ملے گا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد اس دنیا بھر میں پھر واپس آنے کی خواہش رکھتا ہو سوا شہید کے کہ وہ جنت کی نعمتوں اور لذتوں سے ہمکنار ہونے کے بعد بھی اس خواہش کا اظہار کرے گا کہ اسے دنیا میں دسوں بار لوٹا دیا جائے تا کہ بار بار شہادت کی نعمت سے سرفراز ہونے کا اسے موقعہ ملے۔ اس کے دل میں یہ آرزو شہادت کے اس صلے کی وجہ سے پیدا ہوگی جو جنت میں اسے ہر طرف نظر آئے گا۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان میں منصب شہادت کا کیا صلہ ہے اس کا اندازہ ہم اس دنیا میں نہیں لگا سکتے جنت میں داخل ہونے کے بعد ہی ہمیں پتا چلے گا کہ خدا کی راہ میں جان دینے کے کیسے کیسے انعامات واکرامات وہاں تیار کئے گئے ہیں۔ اب بتائیں تو کیا بتائیں اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمت شان میں فرمایا:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (پارہ ۲۱، سورۃ السجدۃ، ایت ۱۷)

ترجمہ: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔

خوش نصیب مجاھد: مجاہد کتنا خوش نصیب ہے کہ شہادت پاتے ہی سیدھا جنت میں پہنچ کر بے پایاں انعامات واکرامات سے نوازا جائے گا اور قبر سے حشر تک الی الابد عزازت واکرامات میں ہوگا اس کے ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر بہت بڑے بڑے مرتبے والے بہشتی رشک کریں گے کہ کاش ہم بھی جہاد میں شریک ہوتے۔

(۶) امام بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت میں سو درجے مقرر فرمائے ہیں۔ ہر درجے کا دوسرے درجے سے اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں سو درجے کے ذکر سے حضور پاک ﷺ کی مراد سو جنتیں ہیں اور ہر جنت کا فاصلہ دوسری جنت سے اتنا ہی ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

انتباہ: اس اجمال کو آج کے جاگیردار سے سمجھئے کہ جسے دنیا میں چند مربع حاصل ہیں تو وہ اہل دنیا کی نظروں میں بڑی قدر ومنزلت سے دیکھا جاتا ہے لیکن وہ مجاہد فی سبیل اللہ جسے آج دنیا میں دوگز زمین بھی نصیب نہیں لیکن شہادت پانے کے بعد یا جہاد کی زندگی بسر کرکے طبعی موت مرنے کے بعد صرف چند مربعوں کا مالک نہیں بلکہ ایک وسیع ملک کا بادشاہ ہوگا۔

(۷) امام ترمذی نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں شہید کو چھ طرح کے اعزاز سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ پہلا اعزاز یہ ہے کہ دم نکلتے ہی اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ دوسرا اعزاز یہ ہے کہ اسے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔ تیسرا اعزاز یہ ہے کہ اسے قبر کے عذاب سے امان دی جاتی ہے۔ چوتھا اعزاز ہے کہ وہ قیامت کے دن کی گھبراہٹ اور خوف ودہشت سے محفوظ رہے گا۔ پانچواں اعزاز ہے کہ قیامت کے دن اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس میں یاقوت جڑے ہوں گے جس کا ایک یاقوت دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہوگا۔ چھٹا اعزاز یہ ہے کہ ۷۲ حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا جن کی آنکھیں نہایت خوبصورت، پرکشش اور کشادہ ہوں گی۔

یہ چھ اعزازات ان نعمتوں کا ایک حصہ ہیں جو اللہ تعالیٰ شہیدوں کو عطا کرے گا۔ بے شمار حدیثوں میں شہیدوں کے فضائل ومکارم اور ان کے مدارج وانعامات بیان کئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام منصب شہادت کے حصول میں ہمیشہ سرشار نظر آتے ہیں جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔

(۸) طبرانی شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو قوم جہاد کو چھوڑ بیٹھتی ہے اللہ تعالیٰ اُس کی سزا میں کوئی ایسا عذاب ان پر مسلط کر دیتا ہے جو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ

(صحيح مسلم، كتاب الامارة، الباب ذم من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه بالغزو، الحزء 10، الصفحة 19، الحديث3533)

یعنی جو شخص اس حالت میں مرگیا کہ نہ اس نے کبھی جہاد کیا اور نہ دل میں جہاد کی آرزو پیدا ہوئی ہے تو وہ نفاق کی خصلت پر مرا۔

(۱۰) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللَّهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

(سنن ابی داود، كتاب الجهاد، الباب كراهية ترك الغزو، الحزء 7، الصفحة 18، الحديث2142)

یعنی جس شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ جہاد کی تیاری میں کسی غازی کی مدد کی اور نہ کسی غازی کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کی اچھی دیکھ بھال کی تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔

(۱۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ قَطْرَةُ دُمُوعٍ فِي خَشْيَةِ اللَّهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهَرَاقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

(سنن الترمذی، كتاب فضاء ل الجهاد عن رسول الله، الباب ماجاء فی فضل المرابط، الحزء 6، الصفحة 233، الحديث1592)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہے ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے بہا ہو دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہایا جائے۔

فائدہ: راہ خدا میں مرنے میں یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ

اَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ

(سنن الترمذی، کتاب فضاء ل الجهاد عن رسول الله، الباب ماجاء فی فضل المرابط،الجزء 6،

الصفحة 231، الحديث1590)

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے راستے میں سرحد اسلام کی حفاظت کرنا دوسرے کاموں میں ہزار بار لگے رہنے سے افضل ہے۔

فائدہ : اس حدیث شریف میں جہادِ اسلامی کی فضیلت کا بیان ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض اعمال کو دوسرے اعمال پر افضیلت ہے۔اس سے صوفیہ کرام کا استدلال ہوسکتا ہے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ صد سالہ طاعت بے ریا سے وہ منازل طے نہیں ہوتیں جو ولی کامل کی ایک نگاہ سے طے ہوجاتی ہیں مثلاً ساحرین فرعون (فرعون کے جادوگر) ایک لمحہ صحبت موسیٰ علیہ السلام سے کیا سے کیا ہوگئے۔

شوق جہاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم : دورِ حاضر کے مجاہدین جہاد کی تیاری میں اور شوقِ جہاد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حکایات اور ان کے واقعات کو مشعل راہ بنائیں اس مختصر تصنیف میں ان کے چند واقعات حکایات عرض کرتا ہوں۔

اسلام کا پہلا معرکۃ الآراغزوہ بدر : یہ غزوہ مثالی ہے کہ صحابہ کرام کی تعداد اور ساز و سامان کی کمی کے باوجود بے مثالی غزوہ ہے باوجودیکہ صحابہ کرام نے اس کے لئے تیاری بھی نہیں کی اور اس میں بعض حضرات کو علم بھی بعد میں ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے ارادہ پر نہیں بلکہ ابوسفیان کے قافلہ کے تعاقب میں نکلے تو معلوم ہوا کہ کفارِ مکہ جنگ کی مکمل تیاری کر کے آرہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ لیا سب نے کھڑے ہوکر نہایت عمدہ باتیں کہیں۔ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نفیس ترین باتیں کیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتوں پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور انہیں دعائے خیر دی اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام میں غور وفکر فرمایئے ان باتوں کو چھوڑیئے خدا کی قسم اگر آپ ہمیں ''عدن'' (ایک مقام کا نام ہے) تک لیجائیں گے تو ہم انصار میں سے کوئی بھی خلاف ورزی نہیں کرے گا'' اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ان کے بعد حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اُنہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں ہمیں لے جائیں ہم کبھی بھی وہ بات منہ سے نہ نکالیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (پارہ ۶، سورۃ المائدۃ، ایت ۲۴)

ترجمہ: تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ اور آپ کا رب دونوں جا کر لڑیں اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر لڑنے والوں میں سے ہیں۔قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہم آپ کے ساتھ جائیں گے اور جہاں آپ جائیں گے آپ کے ساتھ مردانہ وار لڑیں گے۔اگر چہ آپ ''برگ عماد'' تک جائیں۔(''برگ عماد'' حبشہ کے شہروں میں سے ایک شہر ہے) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے مشورہ دو یہ خطاب انصار کی طرف تھا اور اس سے مقصود ان سے استمزاج واستکشاف حال تھا۔اس کلام کی شرح میں مفسرین کہتے ہیں کہ چونکہ بیعت عقبہ کے وقت انصار نے کہا تھا کہ ہم آپ کے اس عہد سے اُس وقت تک باہر ہیں جب تک کہ آپ ہمارے گھروں میں رونق افروز نہیں ہوتے اور جب آپ ہمارے گھروں میں رونق افروز ہو جائیں گے تو یہ ہمارا عہد و پیمان ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن سے حفاظت اور ان سے مدافعت کریں گے اور آپ کی ہر اس چیز سے حمایت کریں گے جس چیز سے اپنی جانوں، اپنی اولاد اور اپنی بیبیوں کی حمایت کرتے ہیں۔

ان کی اس بات سے یہ مترشح (ظاہر) ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی حمایت اُس وقت تک مخصوص ہے جب تک آپ مدینہ مشریف میں تشریف فرما ہوں اور چونکہ مذکورہ حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما نہیں تھے اس لئے انصار کی حمایت شامل حال نہیں رہتی حالانکہ انصار کی مراد یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے اور ان کے یہاں اقامت فرمانے کے بعد ہمیشہ ہر حالت میں آپ کی خدمت وحمایت میں رہیں گے۔اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ خطاب ہماری طرف ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ایسی کوئی بات نہیں ہے ہم تو آپ پر ایمان لائے ہیں آپ کی تصدیق کی ہے اور ہم نے ہر اس چیز کی گواہی دی ہے جو آپ خدا کی طرف سے لائے ہیں اور اپنے عہد و پیمان کے ذریعہ ہم نے آپ کو تصدیق فراہم کی ہے اور آپ کی سمع وطاعت اور فرمانبرداری پر آپ کو اعتماد اور بھروسہ دلایا ہے۔

لہٰذا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! چلئے جہاں آپ کی مرضی ہو قسم ہے اس ذاتِ کریم کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ

بھیجا اگر آپ چلیں اور ہمیں دریا میں ڈال دیں تو ہم دریا میں بھی پھاند جائیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی آپ سے پیچھے نہ رہے گا۔ ہمیں اپنے دشمنوں کے ساتھ مڈبھیڑ کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے، ہم دشمن سے مڈبھیڑ ہو جانے پر صبر کرنے والوں اور صادقوں میں سے ہیں۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہماری طرف سے آپ کو ایسا دکھائے گا جس سے آپ کے قلب ونظر کو روشنی وٹھنڈک حاصل ہو لہٰذا آپ ﷺ جہاں چاہیں ہمیں لے جائیے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس گفتگو سے حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی برکت کے ساتھ تمہیں خوش رکھے تمہیں مژدہ ہو کہ فتح ونصرت تمہاری ہی ہے بلاشبہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک پر غالب فرماؤں گا خواہ قریش کا قافلہ ہو یا قریش کا لشکر۔ خدا کی قسم! گویا میں ان کے ہلاک ہونے کی جگہ اور ان کا مقتل دیکھ رہا ہوں اور اس کے بعد آپ ﷺ نے کفارِ قریش کے بدر میں مارے جانے کے مقامات کی طرف اشارہ فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے زمین پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا یہ فلاں کے مرکر گرنے کی جگہ ہے، یہ فلاں کے مرکر گرنے کی جگہ ہے، یہ فلاں کا مقتل ہے اور یہ فلاں کی جائے کشتن ہے اور ایک ایک مارے جانے والے کا نام اور اس کے مقتل کا نشان بتایا۔ ان میں سے کوئی ایک بھی حضور اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی جگہ کے برخلاف نہ مارا گیا۔ (بخاری شریف)

علم غیب: حضور سرورِ عالم ﷺ نے قبل از وقت جنگ کی فتح اور کفار کے مقتولین کی قتل گاہ نام بہ نام بتا دیا یہی علم غیب ہے جو اہل سنت کے عقائد میں ہے۔

مجاھدین غزوۂ بدر: اس غزوہ کے مجاہدین میں سے صرف دو مجاہدوں کے ایک واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں ۔کتب سیر میں ہے کہ مدینہ پاک کی وہ مبارک رات جس کی صبح کو معرکۂ بدر کے لئے روانگی تھی عاشقانِ جہاد کے لئے عید کی رات سے کم نہ تھی رات کی تنہائی دو صحابی مجاہد آپس میں مشورہ کر رہے تھے عالم شوق میں گفتگو اتنی والہانہ ہوگئی کہ بات بات پر پلکوں کا دامن بھیگ جاتا تھا۔

جذبات کے تلاطم میں بیخود ہو کر ایک ساتھی نے دوسرے سے کہا طلوع سحر میں اب چند ہی گھڑیوں کا فاصلہ رہ گیا ہے محویت شوق کا یہ پُر کیف عالم شاید پھر نہ مل سکے اس لئے آؤ کل کے پیش آنے والے معرکۂ جنگ کے لئے اپنے رب کے حضور میں اپنی سب سے محبوب آرزو کی دعا مانگی جائے۔ یہ سنتے ہی فرطِ مسرت سے دوسرے ساتھی کا چہرہ کھل اُٹھا جذبۂ شوق کی وارفتگی میں اس پیشکش کا خیر مقدم کرتے ہوئے جواب دیا نہاں آرزو کی شادابی کے لئے اس سے زیادہ

رقت انگیز لمحہ اور کیا مل سکتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو اور تمہاری دعا پر میں آمین کہوں گا۔

اب کا عالم قابو سے باہر ہو چلا تھا۔ روح کی گہرائی سے لیکر پلکوں کی چلمن تک ساری ہستی ایک پُرسوز کیف میں ڈوب گئی تھی ہاتھ اُٹھتے ہی دعا کے یہ الفاظ کہے۔

خداوند! کل میدانِ جنگ میں دشمن کا سب سے بڑا سورما اور جنگ آزمودہ بہادر میرے مقابلے پر آئے۔ میں اس پر شیر کی طرح ٹوٹ پڑوں پہلی ہی ضرب میں اس کی تلوار کی دھار موڑ دوں، اس کے نیزے کے ٹکڑے اُڑا دوں اور اپنی نوک شمشیر اس کے سینے میں پیوست کر کے اسے زمین پر تڑپتا ہوا دیکھوں۔ ٹھیک اُس وقت جبکہ وہ شدت کرب سے چیخ رہا ہو میں اس کے قریب جا کر آواز دوں آج تیرے کفر کا غرور ٹوٹ گیا تیری طاقت کا نشہ اُتر گیا جس خدا کی غیبی قدرتوں کا تو نے مذاق اُڑایا تھا۔

یہ کہہ کر پھر میں اس کا سر قلم کر کے ہمیشہ کے لئے ذلتوں کی خاک پر اسے روندے جانے کے لئے پھینک دوں۔

اب دوسرے ساتھی نے اپنی دعا کا آغاز یوں کیا۔

الٰہ العلمین! میری آرزو یہ ہے کہ کل پیش آنے والے معرکۂ جنگ میں میرا مقابلہ دشمن کے سب سے جیوٹ اور دلیر سپاہی سے ہو وہ طرح طرح کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر میرے مقابلے پر آئے۔ شوقِ شہادت میں سرشار ہو کر میں اس کی طرف بڑھوں وہ میرے اُوپر حملہ کرے میں اس کے اُوپر وار کروں، لڑتے لڑتے میں گھائل ہو جاؤں میرا سارا جسم زخموں سے چور چور ہو جائے۔

اسلام کے ساتھ میری والہانہ محبت میری رگوں سے خون کی ایک ایک بوند کا خراج وصول کر لے یہاں تک کہ میں بے دم ہو کر زمین پر گر پڑوں۔ دشمن میرے سینے پر سوار ہو کر میرا سر قلم کر لے، میری ناک کاٹ دے، میری آنکھیں نکال لے، میرے چہرے کی ہیئت بگاڑ دی گئی ہو پھر سر سے پا تک خون میں نہائے ہوئے اپنے مسکین بندے کو اس حال میں دیکھ کر تو دریافت کرے

یہ تو نے اپنا حال کیا بنا رکھا ہے میری دی ہوئی آنکھیں کیا ہوئیں کان اور ناک کہاں پھینک آئے تیرا خوبصورت چہرہ کیسے بگڑ گیا؟

پھر میں جواب دوں گا کہ رب العزت! تیرے اور تیرے محبوب کی خوشنودی کے لئے یہ سب کچھ میرے ساتھ پیش آیا۔ اب میری آخری تمنا ہے کہ تو مجھ سے راضی ہو جا اور اپنے محبوب کو راضی کر دے۔

فائدہ: راوی بیان کرتے ہیں کہ دونوں کی پُر سوز دعائیں بارگاہ رب العزت میں قبول ہوگئیں۔ دوسرے دن میدانِ جنگ میں دونوں کے ساتھ وہی واقعات پیش آئے جو اپنے رب کے حضور میں بطورِ دعا اُنہوں نے مانگی تھی۔

غزوۂ خیبر: اس غزوۂ مبارک کا بھی صرف ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ مروی ہے کہ غزوہ خیبر کے موقعہ پر ''اسود راعی'' نام کا ایک شخص تھا یہ ایک حبشی تھا جو یہودیوں کے مویشی چرایا کرتا تھا وہ صحرا سے اس قدر مانوس تھا کہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ وہیں گزارتا تھا۔ ایک دن شام کو پلٹ کر آبادی میں آیا تو دیکھا کہ سارے یہودی جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اس نے متعجبانہ لہجے میں دریافت کیا یہ کس کے ساتھ جنگ کی تیاری ہورہی ہے؟ ایک یہودی نے جواب دیا کیا تجھے نہیں معلوم کہ عرب کے نخلستان میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو نبوت کا مدعی ہے۔ وہ اپنے ساتھ دیوانوں کی ایک فوج لے کر فلاں مقام پر ٹھہرا ہوا ہے اور خیبر کی طرف کوچ کرنے والا ہے۔ یہ ساری تیاریاں اسی کے مقابلے کے لئے ہورہی ہیں۔ جاسوسوں کی اطلاع کے مطابق امروز فردا میں اس کی فوجیں ہمارے قلعہ کی فصیل تک پہنچ جائیں گی۔

یہ جواب سن کر چرواہے کے لاشعور میں اچانک جستجوئے شوق کا ایک چراغ جلا اور وہ حقیقت سے قریب ہو کر سوچنے لگا۔

بلاوجہ کوئی دیوانہ نہیں ہوتا اور وہ بھی دیوانوں کی فوج جو جان دینے کے لئے ساتھ آئی ہے جھوٹ اور فریب کی بنیاد پر ہر طرح کا سودا ہوسکتا ہے لیکن جان کا سودا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ سوچتے سوچتے بیساختہ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی ''یقیناً وہ ایک سچا پیغمبر ہے'' یہ کہتے ہوئے اُٹھا اور اپنی بکریوں کو ساتھ لئے ہوئے بیخودی کے عالم میں وہ ایک طرف چل پڑا بالآخر سراغ لگاتے لگاتے وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے لشکر میں پہنچ گیا۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اس نے نبی پاک ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟ حضور ﷺ نے جواب دیا اس بات کی کہ اللہ واحد لاشریک ہے اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے نبیوں اور رسولوں کا ایک طویل سلسلہ دنیا میں قائم فرمایا جس کی آخری کڑی میں ہوں۔

اس نے پھر دریافت کیا کہ اگر میں خدا کی توحید پر ایمان لاؤں اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کرلوں تو مجھے کیا صلہ ملے گا؟ فرمایا عالم آخرت کی دائمی آسائش اور بیشمار نعمتیں۔

پھر اس نے حقیقت سے قریب ہوکر اپنی بے مائگی کا اس طرح اظہار کیا یارسول اللہ ﷺ! میں ایک حبشی نژاد ہوں میرے جسم کا رنگ سیاہ ہے، میرا چہرہ نہایت بدشکل ہے، میں ایک صحرانشیں چرواہا ہوں، میرے بدن سے پسینے کی بدبو نکلتی

ہے،لوگ مجھے حقیر نظر سے دیکھتے ہیں اگر میں بھی آپ ﷺ کے دیوانوں کی فوج میں شامل ہو کر راہ خدا عزوجل میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا مجھے بھی جنت میں داخلے کی اجازت مل سکے گی۔

ارشاد فرمایا ضرور ملے گی اور پورے اعزاز و اکرام کیساتھ ملے گی یہ سنتے ہی وہ بیخود ہو گیا اور اسی وقت کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے بکریوں کی بابت دریافت کیا ارشاد فرمایا دوسرے کی چیز ہمارے لئے حلال نہیں انہیں قلعہ کی طرف لیجاؤ اور کنکر مار کر ہنکا دو یہ سب اپنے اپنے مالک کے پاس چلی جائینگی۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اب اسے ولولہ شہادت کے ہیجان سے ایک لحہ قرار نہیں تھا فوراً اُلٹے پاؤں واپس لوٹ آیا اور مجاہدین اسلام کی صفوں میں شامل ہو گیا اور وہ بکریاں بے توقف و بے اختیار دوڑتی ہوئی مالک کے گھر پہنچ گئیں۔

فائدہ: راوی بیان کرتے ہیں کہ دوسرے دن جب میدان میں سپاہیوں کی قطار کھڑی ہوئی تو جذبہ شوق کی بے تابی اس کے سیاہ چہرے سے شبنم کے قطروں کی طرح ٹپک رہی تھی۔ طبلِ جنگ بجتے ہی اس کے ضبط و شکیب کا بند ٹوٹ گیا اور وہ اضطراب کے عالم میں دشمنوں کی یلغار میں کود پڑا۔

صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ اس کے سیاہ ہاتھوں میں چمکتی ہوئی تلوار کا منظر ایسا بھلا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کالی گھٹاؤں میں بجلی کوند رہی ہو۔ نہایت بے جگری کے ساتھ اس نے دشمن کا مقابلہ کیا، زخموں سے سارا جسم لہولہان ہو گیا تھا لیکن شوقِ شہادت میں وہ دشمن کی طرف بڑھتا ہی گیا یہاں تک کہ چاروں طرف سے اس پر تلواریں ٹوٹ پڑیں اب وہ نیم جان ہو کر زمین پر تڑپ رہا تھا گھائل جسم میں اس کی روح مچل رہی تھی کہ اب جنت کا صلہ بہت ہی قریب رہ گیا تھا۔

انعامِ جہاد: لڑائی ختم ہونے کے بعد جب اس کی نعش حضور ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو اس کے فیروز بخت انجام پر سرکار ﷺ کی پلکیں بھیگ گئیں۔ فرمایا اسے جنت کی نہر حیات میں غوطہ دیا گیا اب اس کے چہرے کی چاندنی سے جنت کے بام و در چمک رہے ہیں اس کے پسینے کی خوشبو سے حورانِ بہشت اپنے اپنے آنچل معطر کر رہی ہیں۔ جنت کی دو حسین و جمیل حوریں اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے اس باغ خلد کی سیر کرا رہی ہیں۔

حضور ﷺ کے اس بیان پر بہت سے صحابہ کرام کے قلوب رشک سے مچل گئے اس کے نصیبے کی ارجمندی پر سب محو حیرت تھے کہ اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے کوئی عمل خیر نہیں کیا تھا۔ اس کے نامۂ عمل میں نہ ایک وقت کی نماز تھی نہ ایک سجدہ تھا۔ سفید و شفاف کفن کی طرح زندگی کا سادہ ورق لئے ہوئے گیا اور بڑے بڑے

زاہدانِ شب زندہ دار کو ایسی دولت نصیب نہیں ہوتی جو اس خوش بخت کو نصیب ہوئی۔

فائدہ: اس طرح کا ایک اور خوش نصیب کا واقعہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانو! جنت کے لئے اُٹھو جس کا عرض اور وسعت آسمان و زمین سے بھی زیادہ ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت آسمان و زمین کی لمبائی سے بھی زیادہ چوڑی ہے فرمایا ہاں زیادہ چوڑی ہے۔ اس نے سن کر کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا کردیجئے میں جنت میں چلا جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جنتی ہے اس نے جنت کی بشارت سن کر اپنی جھولی سے کھجوریں نکالیں اور کھجوریں کھانا شروع کردیں شاید ایک دو کھائی ہوں گی کہ دفعۃً بولا کھجوریں کھانے تک بھی جنت کا انتظار کیوں کیا جائے کھجوریں چھوڑ کر کھڑا ہوگیا اور تلوار لے کر دشمن کے لشکر میں گھس گیا تھوڑی دیر لڑنے کے بعد شہید ہوگیا۔

انتباہ: غور فرمایئے کہ اس خوش بخت کو لمحہ بھر میں کیسے انعامات نصیب ہوئے کہ جہاد کی برکت سے بہت بڑے زاہدوں اور عابدوں سے بازی لے گیا۔

غزوۂ احد کے مجاہدین

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: غزوہ احد کے دوران حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بنا رکھا تھا ابن قمیہ کے تلوار کے واروں کو آپ پر روکتے رہے۔ ان زخموں سے ان کا ہاتھ شل ہوگیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ طلحہ اپنے ہاتھ کو تیروں کی ڈھال بنائے رہے۔ جب ایک کافر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر پھینکا تو وہ حضرت طلحہ کی چھنگلیا پر لگا اور وہ بے کار ہوگئی۔ حدیث میں ہے کہ روزِ احد حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی زخم کھائے تھے۔ اس کے باوجود حفاظت کا حق ادا کرتے رہے۔ ایک مرتبہ تلوار کی دو ضربیں ان کے سر پر پڑیں اور وہ انتہائی الم کی حالت میں گر کر بے ہوش ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر ان کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیئے اور ان کو ہوش میں لائے ہوش میں آتے ہی اُنہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ فرمایا بخیریت ہیں۔ (مدارج)

فائدہ: حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ عین موت کے وقت اپنی پرواہ

نہیں کی لیکن پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے۔

انعام: حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روزِ احد بڑی دلیری دکھائی اور یہی بہادری ان کے لئے داخلہ جنت کا سبب بنی۔ حضور ﷺ نے فرمایا طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا حق پورا پورا ادا کیا۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ کو حنظلہ الغسیل اور غسیل ملائکہ بھی کہا جاتا ہے۔ وہ مدینہ منورہ میں رہتے تھے اور احد کی رات ہی ان کی شادی ہوئی تھی۔ رات کو اپنی زوجہ کے ساتھ شب باشی کی تھی۔ صبح کے وقت غسل جنابت کر رہے تھے اور ایک جانب سر دھو رہے تھے کہ اچانک سنا کہ صحابہ پر تنگ وقت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ غیب سے ایک آواز سنی:

یا غسیل اللہ ارکبی

ترجمہ: اے خدا کے مغسول سوار ہوجا۔

اُنہوں نے اسی حالت جنابت میں بے چین ہوکر اور احد شریف آکر دادِ شجاعت دی اور بہت سے کافروں کو جہنم رسید کر کے خود شہید ہو گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس کے بعد حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ فرشتے انہیں غسل دے رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے اس حال پر تعجب کیا اور فرمایا ان کی زوجہ جس کا نام جمیلہ تھا اور یہ عبداللہ بن ابی کی بہن تھیں ان سے پوچھو اُنہوں نے ماجرا سنایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ غسل جنابت کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ جنب تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں جنبی شہید کو غسل دیا جائے۔

انعام: جمیلہ زوجہ حنظلہ غسیل الملائکہ بیان کرتی ہیں کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان میں ایک دریچہ نمودار ہوا اور حضرت حنظلہ آسمان میں اس دریچہ سے داخل ہو گئے اس کے بعد وہ دریچہ بند گیا اس کی میں نے یہ تعبیر لی کہ حضرت حنظلہ شہادت پائیں گے۔

کرامت: حضرت ابوسعید ساعدی روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی یہ بات سننے کے بعد میں حنظلہ کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔

انتباہ: اس واقعہ سے مجاہدین خصوصاً اور اہل اسلام عموماً غور فرمائیں کہ نئی شادی اور نئی دلہن ایک انسان کے لئے خواہش نفسانی کی انتہائی منزل ہے بالخصوص شادی کی پہلی شب تو انسانی خوشی کی معراج ہے لیکن حضرت حنظلہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے ثابت کردیا کہ شوقِ شہادت کے مقابلے میں یہ تمام خوشیاں کچھ بھی نہیں اور اس کا جو انعام ہے اس کی تو دنیا میں کوئی مثال بھی نہیں اور ان کے انعامات کا نظارہ بصورتِ کرامات سب کے سامنے آ ہی گیا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جب مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے ہاتھ میں مہاجرین کا علم تھا۔ ابن قمیہ ملعون ان کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے تلوار کے وار سے ان کا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اُنہوں نے علم کو بائیں ہاتھ میں لے لیا اور فرمانے لگے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (پارہ ۴، سورۃ ال عمران، ایت ۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔

تو اس ملعون نے دوسرا وار کرکے بائیں ہاتھ کو بھی کاٹ دیا۔ حضرت مصعب نے دوبارہ پھر یہی کلمہ پڑھا اور دونوں بازوؤں سے علم کو پکڑ کے اپنے سینے سے ملا لیا۔ اس کے بعد اس ملعون نے ایک تیر ان پر مارا وہ زمین پر آ رہے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ یہ کلمہ جس آیۃ کریمہ کا جز ہے وہ آیت اُس وقت تک نازل نہیں ہوئی تھی مگر حق تعالیٰ نے ان پر جاری کرادی جب علم زمین پر آ رہا تو حضرت مصعب کے بھائی ابوالروم نے اس علم کو اُٹھا لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مصعب کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کے علم کو اُٹھائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے مصعب آگے آؤ اس فرشتہ نے کہا میں مصعب نہیں ہوں تب حضور اکرم ﷺ نے سمجھا کہ وہ فرشتہ تھا جسے حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ اس کے بعد ابوالروم نے اس علم کو لے لیا اور مدینہ طیبہ تک حضور اکرم ﷺ کے آگے آگے چلتے رہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ: ایسی جاں نثاری کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے اور انعام بھی وہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شکل میں مدد کے لئے فرشتہ بھیج دیا اور ان کے منہ سے نکلے ہوئے کلمہ کو قرآن مجید کا جزو بنا دیا۔

حضرت عمرو بن الجموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ ایک پاؤں سے لنگ تھے۔ غزوہ اُحد میں جب وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ جہاد کے لئے آئے تو حضور اکرم ﷺ نے انہیں میدانِ جنگ سے روک دیا۔ گڑگڑا کر حضور ﷺ سے عرض کی کہ مجھے جنگ کی اجازت مرحمت فرمائیں میری تمنا ہے کہ میں لنگڑاتے ہوئے جنت میں چلا جاؤں۔ اُن کی بے قراری اور گریہ وزاری دیکھ کر حضور ﷺ نے انہیں

میدان میں اُترنے کی اجازت دے دی۔ اجازت پاتے ہی وہ خوشی سے اچھل پڑے اور کافروں کے ہجوم میں گھس کر ایسی بے جگری کے ساتھ لڑے کہ صفیں درہم برہم ہوگئیں۔ دشمن کی فوجوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ وہ گھائل ہوکر زمین پر گر پڑے یہاں تک کہ شہادت کی موت سے وہ سرفراز ہوئے۔

جنگ ختم ہوجانے کے بعد جب ان کی اہلیہ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کا جنازہ اُونٹ پر لاد کر جنت البقیع کی طرف لے جانا چاہا تو ہزار کوشش کے باوجود اونٹ ادھر کا رُخ ہی نہیں کرتا تھا۔ بار بار میدانِ جنگ ہی کی طرف بھاگ بھاگ کر جاتا تھا۔ جب حضور ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو حضرت ابن جموع کی اہلیہ کو بلوایا اور ان سے دریافت کیا گھر سے نکلتے وقت کیا کیا ابن جموع نے کچھ کہا تھا انہوں نے کہا ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگی تھی:

اللھم لا تعدنی الیٰ اھلی

یعنی یا اللہ! مجھے میدانِ جہاد سے اپنے اہل وعیال کی طرف واپس نہ کرنا

ارشاد فرمایا کہ ان کی دعا قبول ہوگئی ہے اب یہ اونٹ مدینے کی طرف نہیں جائے گا ان کا جنازہ اسی میدان میں دفن کردو۔

بچوں کا شوق:

(۱) غزوۂ بدر کے متعلق حضور ﷺ کو جب کفار کی صورتِ حال کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر مشاورت کی۔ تمام نے جاں نثاری کا وعدہ کیا مسلمان اس قدر ذوق وشوق سے اس جنگ میں شریک ہوئے کہ ہر پیر و جوان کا جذبۂ شجاعت قابل دید نی تھا۔ عمر بن ابی وقاص ایک کم سن صحابی تھے عمر کوئی سولہ سال تھی۔ لشکر میں آپ ﷺ کی نظروں سے چھپ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے ساتھ جانے سے روکا تو اس طرح پھوٹ کر روئے کہ آپ نے انہیں اجازت دے ہی دی۔

(۲) بموقعہ غزوۂ اُحد حضور اکرم ﷺ نے ایک جگہ لشکر اسلام کی گنتی کی اور صحابہ کے بچوں کی ایک ٹولی کو ملاحظہ فرمایا ان کو ان کی صغرسنی کی بنا پر مثلاً عبداللہ بن عمر بن خطاب، زید بن ثابت، اسامہ بن زید، زید بن ارقم، براء بن عازب، ابوسعید خدری، سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج وغیرہ کو فرمایا کہ یہ سب مدینہ منورہ واپس چلے جائیں۔ یہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! رافع تیر انداز ہے حضور ﷺ نے ان کو شاملِ لشکر رہنے کی اجازت دے دی پھر سمرہ بن جندب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ رافع کو شمولیت کی اجازت مل گئی حالانکہ میں ان کو کشتی میں پچھاڑ سکتا ہوں فرمایا اچھا تم دونوں کشتی کر کے دکھاؤ جب کشتی ہوئی تو سمرہ نے رافع کو پچھاڑ لیا اس پر سمرہ کو بھی شمولیت کی اجازت مل گئی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

ابوجہل کے قاتل بچے: معوذ و معاذ دو بھائی تھے جو عفراء کے بیٹے تھے یہ دونوں بھائی ابوجہل کو تلاش کرتے پھر رہے تھے جب اُنہوں نے اسے دیکھا تو اُنہوں نے چرخ کی مانند اپنی جگہ سے زقند لگا کر تلوار کی ضرب لگائی یہاں تک کہ اسے گرالیا۔ حضرت معاذ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کو زخمی کر کے اس کی پنڈلی جدا کر دی اور ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے مجھے زخمی کر دیا جس سے میرا ہاتھ میرے کندھے سے کٹ گیا۔ چنانچہ وہ ہاتھ ایک جانب لٹک گیا اور میں اس کے باوجود جنگ کرتا رہا۔ یہاں تک میں اس ہاتھ سے تنگ آگیا اور اس ہاتھ کو دونوں پاؤں سے دبا کر اپنے پہلو سے جدا کر دیا۔ اس کے بعد حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کی ضرب ابوجہل کے لگائی اور اسے زمین پر گرالیا۔

لیکن ابھی اس میں جان کی کچھ رمق باقی تھی۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں بھائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور ابوجہل کے مار ڈالنے کی خبر پہنچائی حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں میں سے کس نے مارا ہے۔ ہر ایک بھائی مدعی تھا کہ میں نے اسے مارا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا نہیں! آپ نے فرمایا اپنی تلواریں دکھاؤ تو حضور ﷺ نے تلوار کو ملاحظہ کر کے فرمایا تم دونوں نے اسے مارا ہے اور فرمایا ابوجہل کا سامان معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیا جائے۔

مروی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زخم کے باوجود حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ابن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ معاذ حضور ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کا ہاتھ ان کی کھال سے لٹکا ہوا تھا پھر حضور ﷺ نے اپنا لعابِ دہن اس پر لگا کر اس کی جگہ چسپاں کر دیا اور وہ ہاتھ ٹھیک ہو گیا اس کے بعد وہ حضرت عثمان ذوالنورین کے زمانہ تک زندہ رہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی معوذ اسی روز بدر کے معرکہ میں شہید ہو گئے۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ابوجہل کے سامان کو معاذ کے لئے حکم فرمانا اسی سبب سے تھا کہ سب سے پہلے ابوجہل انہی کے زخمی کرنے سے گر پڑا تھا اگر زخمی کرنے میں دونوں شریک تھے اور حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ

کلا کماقتلہ

(بخاری شریف، جلد 1، صفحة 444)

(مسلم شریف، جلد 2، صفحہ 88)

(مشکوٰۃ شریف، جلد 2، صفحہ 352)

یعنی تم دونوں نے ہی اسے قتل کیا ہے۔

تو یہ دونوں کے دل خوش کے لئے فرمایا تھا اس حیثیت سے کہ یہ دونوں اس کے قتل کرنے میں شریک تھے ورنہ قتل شرعی اس کے ساتھ متعلق ہے جسے سامان کا مستحق بنایا گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کو اس حال میں دیکھا کہ اس میں جان کی کچھ رمق موجود تھی اُنہوں نے اس کا سر کاٹ لیا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا مزید تفصیل کتب سیر میں پڑھیئے۔

خواتین کا شوقِ جہاد: عموماً خواتین کے بارے میں تصور ہے کہ یہ صرف زینت اندرونِ خانہ ہیں اور بس۔ حالانکہ اسلام نے انہیں چار دیواری کی زینت کے علاوہ بہت سے رموز میں مردوں کے ساتھ دوش بدوش ہو کر بہت بڑے کارنامے سرانجام دینے کی ذمہ داریاں سپرد فرمائی ہیں لیکن ان پابندیوں کے ساتھ جوان کے ذمہ ہیں اور بہت سی اللہ تعالیٰ کی پیاری بندیوں نے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں جو بعض مردوں کو نصیب نہ ہوئے بالخصوص صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ ان کے بعض کارنامے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں مثلاً

غزوۂ اُحد میں خواتین کے کارنامے لائق تحسین ہیں۔ غزوۂ اُحد میں بعض مسلمان عورتیں بھی ہمراہ تھیں جنہوں نے اس غزوہ میں خدمت گزاری کی اور پانی وغیرہ پہنچایا اور جہاد وقتال کیا جیسے نسیبہ بنت کعب جو معرکوں اور محفلوں کی شیر دل، بہادر اور شجاع عورت تھیں۔ جنہوں نے اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دونوں لڑکوں حضرت عمارہ اور عبداللہ کے ساتھ مل کر کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ نسیبہ فرماتی ہیں کہ میں روزِ اُحد مشکیزہ اُٹھا کر مسلمانوں کو پانی فراہم کرتی تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ دشمنانِ اسلام کی چیرہ دستیاں بڑھ گئی ہیں اور اُنہوں نے مسلمانوں پر دراز دستی شروع کر دی ہے تو میں پانی دینے سے رک گئی اور کافروں کے ساتھ قتال میں مشغول ہو گئی۔ چنانچہ مجھے تیرہ زخم پہنچے ان میں سے ایک زخم تو سال بھر تک رستا رہا اور اُس کا علاج کیا جاتا رہا۔

لوگوں نے ان سے پوچھا یہ زخم کس نے لگائے تھے؟ اُنہوں نے کہا ابن قمیہ ملعون نے میں نے بھی اس پر متعدد وار کئے تھے لیکن وہ زرہ پہنے ہوئے تھا جس پر میری ضرب کارگر نہ ہوتی تھی۔ جس وقت مجھے زخم پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے فرزند عمارہ کو آواز دی کہ جلدی اپنی ماں کے پاس پہنچو اور ان کے زخموں کی مرہم پٹی کرو۔ نسیبہ فرماتی ہیں کہ میں اور میرے بچے حضور اکرم ﷺ کے آگے مقابلہ کر رہے تھے اور صحابہ ہزیمت کھا کر آپ ﷺ کے آگے سے بھاگے جا رہے تھے۔ میرے پاس ڈھال نہ تھی اُس وقت حضور ﷺ کی نظر مبارک ایک شخص پر پڑی جس کے پاس ڈھال تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ڈھال والے اپنی ڈھال کسی ایسے شخص کو دے دے جو مشغول قتال ہے تو اس نے اپنی ڈھال

ہاتھ سے پھینک دی۔ میں نے اس ڈھال کو اُٹھالیا اور حضور ﷺ کے گرد مشرکوں کے حملوں کو روکتی رہی۔ یہاں تک کہ ایک کافر سوار نے مجھ پر تلوار کا وار کیا لیکن وہ کارگر نہ ہوا میں نے اپنی تلوار کا وار اس کے گھوڑے پر کیا اس کا گھوڑا گر پڑا اور سوار گھوڑے سے جدا ہو گیا۔ حضور ﷺ بچشم خود حال ملاحظہ فرمارہے تھے آپ ﷺ نے میرے لڑکے کو آواز دی کہ اے عمارہ جلدی اپنی ماں کے پاس آ۔ اس کے بعد میں نے اور میرے لڑکے نے حضور ﷺ کے ارشاد پر عمل کیا اور دونوں نے مل کر اس مشرک کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن نسیبہ کہتے ہیں کہ اس دن مشرکوں نے ایک زخم مجھے ایسا لگایا تھا جس سے خون نہ رُکتا تھا۔ میری ماں نے میرے زخموں کو باندھا اور کہا اُٹھ اور قتال میں مشغول ہو اُس وقت حضور ﷺ نے فرمایا اے عمارہ کی ماں! جو طاقت و ہمت تم رکھتی ہو کس میں ہے؟ اسی اثناء میں وہ شخص جس نے مجھے زخمی کیا تھا ہمارے آگے سے گزرا حضور ﷺ نے میری ماں سے فرمایا اے اُم عمارہ! یہی وہ شخص ہے جس نے تمہارے بیٹے کو زخمی کیا تھا؟ نسیبہ نے اس کافر کی پنڈلی پر تلوار ماری اور وہ زمین پر حضور ﷺ کے قدم اقدس کے نزدیک گر پڑا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے اتنا تبسم فرمایا کہ آپ ﷺ کے نواجذ شریف نمودار ہو گئے اور فرمایا اے عمارہ! تم نے اپنے بیٹے کا قصاص اور بدلہ خوب لیا۔

خدا کا شکر ہے جس نے تم کو اپنے دشمن پر ظفر مند کیا اور تمہاری آنکھوں کو تمہارے سامنے اس کو ہلاک کر کے روشن کیا۔ نسیبہ نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ میں جنت میں آپ ﷺ کے رفیقوں میں سے اہل بیت کے ساتھ ہوں" حضور ﷺ نے ان کے حق میں اور ان کے فرزندوں اور شوہر کے حق میں دعا فرمائی کہ

اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنتہ

ترجمہ: اے خدا ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا۔

اُم عمارہ کی والدہ نے کہا ہر وہ مصیبت جو اس دعا کے بعد مجھے پہنچے مضائقہ نہیں۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں نسیبہ معرکہ مسیلمہ کذاب میں بھی موجود تھیں۔ نسیبہ بیان کرتی ہیں کہ روزِ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کو تلاش کر رہی تھی اچانک ایک شقی نے اپنی تلوار کا وار مجھ پر کیا میرا ایک ہاتھ کٹ کر گر گیا۔ خدا کی قسم اس کے باوجود میں قتال سے باز نہ آئی ایک لحظہ کے بعد میں نے اس ملعون کو قتل کیا ہوا پایا۔ میں نے اپنے لڑکے عبداللہ کو دیکھا کہ وہ اس کے سر پر کھڑا ہے اور اپنی تلوار کو اس کے خون ناپاک سے پاک کر رہا ہے۔ اس وقت میں نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنے زخم کی مرہم پٹی میں مشغول ہوئی۔ (مدارج النبوۃ)

دورِ حاضرہ کی خاتون: دورِ حاضرہ کی اکثر تعلیم یافتہ خواتین عملی طور اسلام سے نہ صرف بیگانگی کا شکار ہیں بہت سے بدقسمتی سے نظریۂ اسلام کی باغی ہیں اور اسلامی دعویٰ کے باوجود اسلام کے اکثر مسائل کو ملاازم کا نام دے کر اسلام سے برسرِ پیکار ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے بعض ایسی خواتین بھی پیدا کی ہیں جو ایسے ماحول میں رہ کر بھی اسلام کی ایسی خدمات سرانجام دے رہی ہیں جن سے بہت سے مردان کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے بالخصوص جہاد کے معاملہ میں بھی ایسی مجاہدات خواتین کی کمی نہیں۔ مثال کے طور پر فقیر ایک خاتون کا انٹرویو پیش کرتا ہے جو سنی جریدہ جہانِ رضا لاہور ستمبر ۲۰۰۰ میں شائع ہوا جس کا عنوان ہے۔

جہادِ کشمیر کی ایک مجاہدہ...... آسیہ اندرابی:

پچھلے دنوں نیویارک میں ایک نامہ نگار بیزی بیرک امریکہ سے چل کر سری نگر مقبوضہ کشمیر پہنچے اُنہوں نے ایک برقعہ پوش مسلمان خاتون آسیہ اندرابی سے ایک انٹرویو لیا اور اسے اپنے اخبار ''نیویارک ٹائمز'' (NewYork Times) میں شائع کیا۔ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں اس لئے پیش کر رہے ہیں کہ انہیں معلوم ہو کہ ایسی چنگاری بھی اپنے دامن میں ہے۔ جو جہاد کشمیر سے دلچسپی رکھتے ہیں اور آزادی کشمیر کے لئے جہاد میں عملی طور پر شریک ہیں وہ اس انٹرویو کو ضرور پڑھیں گے۔

آسیہ اندرانی ایک پختہ ایمان اور مجاہدہ خاتون ہیں جو کشمیر کو بزور شمشیر آزاد کرانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مجاہدہ عورتیں بے شک نظر نہ آئیں ان کی آواز سنی جائے۔ وہ اپنے حقوق اور آزادی کشمیر کے مطالبہ پر ہمیشہ زور دیتی آئی ہیں۔ وہ سیاہ پردے کے پیچھے برقعہ کی اوٹ میں عوام تک اپنی آواز پہنچانے میں پیش پیش ہیں وہ جہادِ کشمیر میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو یکساں شرکت کی دعوت دیتی ہیں اور اس سلسلہ میں وہ اسلام کی ابتدائی جنگوں میں مسلمان خواتین کی شرکت کو دلیل کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ وہ برملا کہتی ہیں کہ عورت کا پردہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی لئے پردہ میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ وہ پردے کے معاملے میں اتنی سخت ہیں کہ برقع پہن کر دیکھنے کے لئے بھی عینک اور پانی پینے کے لئے پائپ استعمال کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں اگر سونے کا ایک ٹکڑا باہر سڑک پر پھینک دیا جائے تو ہر راہ گیر اسے قیمتی چیز سمجھ کر اُٹھانے کو ہاتھ بڑھائے گا۔ اسی طرح اگر عورت کو بے پردہ باہر لا کھڑا کیا جائے تو ہر شخص اپنی ناپاک نظروں سے اسے گھور گھور کر دیکھے گا۔

آسیہ اندرابی کے ساتھ سو سے زیادہ ایسی نوجوان خواتین ہیں جو سخت پردہ کرتی ہیں اور آزاد کشمیر کی آزادی کے

لئے ان مجاہدین سے رابطہ رکھتی ہیں جو کشمیر کی آزادی کے لئے مسلح جدوجہد کررہے ہیں ۔ وہ ہندوستانی فوجوں اور ہندوستانی اسمبلی کے پاس کردہ قوانین کے خلاف آواز اُٹھاتی ہیں، احتجاج کرتی ہیں اور مزاحمت کرتی ہیں۔

آسیہ اندرابی نے سابقہ پندرہ سالوں میں اپنی زندگی کا ایک حصہ جیلوں میں گزارا یا نظر بندیوں میں۔ وہ عورتوں کے حقوق کے لئے آواز اُٹھاتی ہیں اور جہادِ کشمیر کو حق بجانب سمجھتی ہیں۔ ہندوستان کی انٹیلی جینس آسیہ اندرابی کو مجاہدین میں روپیہ تقسیم کرنے کی ذمہ داری کا الزام لگاتی ہیں جو اسے کشمیر، ہندوستان یا بیرونی اسلامی ممالک کے لوگ مہیا کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کی اپنی ذاتی اور گھریلو زندگی دنیا کے مال و منال سے بے نیاز دکھائی دیتی ہے۔ وہ مقبوضہ کشمیر میں ''دخترانِ ملت'' کی صدر ہے۔ وہ کشمیر کی ایک مجاہدہ بیٹی ہے جو ضرورت پڑنے پر اپنی موثر آواز سے ہزاروں کشمیری خواتین کو سڑکوں اور گلیوں میں لا کر حکومت کے خلاف مظاہرے کرواتی ہے۔

یہ عورتیں جب جلوس نکالتی ہیں تو برقعوں کے اندر چھپائے ہوئے بینرز لے آتی ہیں اور ضرورت کے وقت انہیں سامنے لاتی ہیں ان میں اکثر ایسی عورتیں بھی آتی ہیں جو برش اور پینٹ کو ساتھ لے کر آتی ہیں اور مظاہروں کے دوران بینرز لکھ کر اپنے مطالبات پیش کرتی ہیں۔ آسیہ اندرابی ایسی خواتین کو جو پردہ نہیں کرتیں مظاہروں سے پہلے کلرڈائی مہیا کرتی ہیں۔ عورتیں اپنے چہرے کی رنگت اور آنکھوں کی چمک کو چھپا کر مظاہرہ کرتی ہیں اگرچہ سری نگر اور جموں کے علاوہ وادی کشمیر کے بڑے بڑے شہروں کی امیر خواتین ہندوستانی ساڑھیوں اور بعض مغربی لباس کو پسند کرتی ہیں مگر مظاہروں کے وقت ان چیزوں سے بے نیاز دکھائی دیتی ہیں۔

آسیہ اندرابی اپنی شہرت اور اسلامی پردہ میں پابندی کی وجہ سے ساری وادی کشمیر میں احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اس کی عمر اس وقت ۳۷ سال ہے مگر وہ عزم و ہمت کا پہاڑ بن کر دخترانِ کشمیر کی قیادت کرتی ہیں۔ وہ نہ تو شرماتی ہیں نہ کسی معرکے میں آنے سے جھجکتی ہے۔ وہ پریس کانفرنسوں میں پوری تیاری سے آتی ہے پریس رپورٹروں کے سوالات کے جوابات سیاہ برقعہ اور سنہری فریم کی عینک پہن کر بلا جھجک دیتی ہے۔ وہ ذاتی انٹرویو دینے کی عادی نہیں وہ ایسے انٹرویو لینے والوں کو فون پر کھل کر اپنا نکتہ پیش کرتی ہے اور امریکہ، برطانیہ، ممبئی اور ہندوستان کے دوسرے شہروں میں بیٹھے ہوئے کئی رپورٹرز اس سے کشمیری جدوجہد آزادی پر انٹرویو لے سکتے ہیں۔ اگر اسے کسی اہم کانفرنس میں آنا پڑے تو اپنے آٹھ ماہ کے بچے کو گود میں لے کر پورے اعتماد سے پریس کو فیس کرتی ہے۔ مغربی ممالک کے اخباری نمائندوں سے نہایت شستہ انگریزی میں گفتگو کرتی ہے اور ان کے سوالات کا جواب دیتی ہے۔ وہ ایک امیر گھرانے سے

تعلق رکھتی ہے اور انگریزی طرز کے اسکولوں کی تعلیم یافتہ ہے۔اس کا انگریزی لہجہ نہایت ہی صاف اور شفاف ہوتا ہے۔ وہ برملا کہتی ہے کہ آزادی کشمیر کی جدوجہد میں میرا پردہ، میرا برقعہ کبھی آڑے نہیں آیا اور میں جہادِ کشمیر کے لئے برملا اپنا نکتہ پیش کرتی ہوں۔

پچھلے دنوں اپنی مجاہدانہ مصروفیتوں کے پیش نظر اس نے اپنے خاوند کو نہایت خوشی سے اجازت دے دی تھی کہ وہ میرے علاوہ ایک، دو یا تین شادیاں کر سکتے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان رکھتی ہے کہ مرد دو عورت تین یا چار عورتوں سے شادی کر سکتا ہے مگر اسے عدل وانصاف برقرار رکھنا ہوگا۔ وہ کہتی ہے کہ ہندوستانی فوجوں سے لگاتار جہاد کی وجہ سے ہزاروں کشمیری نوجوان مارے گئے ہیں، جواں سال عورتیں بیوہ ہوگئیں ہیں، ہزاروں بچے یتیم ہوگئے ہیں۔اگر ان بیوہ عورتوں پر یتیم بچوں کا ایک مرد کفیل بن سکتا ہے تو انہیں آگے بڑھ کر ان کا سہارا بننا چاہیے۔ بجائے اس کے کہ جوان عورتیں اور یتیم بچے بے سروسامانی کے عالم میں یواین او کے کیمپوں میں دھکے کھاتے پھریں۔

آسیہ اندرابی نے اپنی ذاتی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا اس کے والد ایک ڈاکٹر تھے ایک دین دار اور صالح مسلمان تھے۔مگر جب میرے والد نے مجھے سیکولر (بے دین کالج یونیورسٹی) میں داخلہ لینے کے لئے کہا تو میں نے انکار کر دیا میرے سارے بہن بھائی سیکولر کالجوں سے ہٹ کر قرآن اور حدیث کی تعلیم میں مصروف تھے۔

آسیہ اندرابی نے سری نگر کالج میں عام تعلیم کے بجائے بائیو کیمسٹری کی تعلیم حاصل کی مگر جب اس فنی تعلیم میں مزید مہارت حاصل کرنے کے لئے دہلی جانا پڑا تو اس کے والدین نے وہاں جانے کی اجازت نہ دی۔آسیہ اندرابی نے ایسی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا جو اسلام کے بنیادی اُصولوں پر مشتمل تھیں یا ان انگریزی کتابوں کا مطالعہ کیا جن میں غیر مسلم عورتوں نے اسلام کے دامن میں آنے کے تجربات لکھے تھے۔آسیہ اندرابی نے بتایا ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ میں تو اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی مجھے مزید مطالعہ کرنا چاہیے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے مرد تو مساجد جاتے ہیں، وہاں علماءِ کرام کے وعظ سنتے ہیں اور ان کی ذہنی اور عملی تربیت ہوتی ہے مگر عورتوں کو یہ مواقع نہیں دیئے جاتے اور انہیں کہا جاتا ہے کہ تم گھر بچوں کی پرورش کرو حالانکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کو ان کے ایمان، اعتقاد اور اعمال کے متعلق ایک جیسے سوال کرے گا۔

آسیہ اندرابی قرآن پاک کا ترجمہ پڑھتی، تفسیر کا مطالعہ کرتی اور دوسرے خواتین کو قرآن پڑھاتی ہیں۔ وہ ان

لوگوں سے نالاں ہیں جو عورتوں کو قرآن پاک اور احادیث کے مطالعہ یا تشریح کے مواقع دینے سے انکار کردیتے ہیں۔ ان کے خیالات میں آج زمانہ بڑی تبدیلیوں سے دوچار ہے۔ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی مختلف علوم پر عبور حاصل کرنا چاہیے۔ آج کی جاہل عورت اسکول سے آنے والے اپنے بیٹے کے سوالات کے جوابات دینے سے بھی معذور ہے اس کے بچے اللہ اور رسول کے متعلق سوالات کرتے ہیں تو خاموش رہتی ہے اسلام کی بات پوچھتے ہیں تو چپ رہتی ہے۔

۱۹۸۹ء میں مقبوضہ کشمیر میں جدوجہد آزادی کی تحریک کا آغاز ہوا۔ وادی کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس وادی پر کئی سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔ آسیہ اندرابی کو یقین ہے کہ ہندوستان کو ایک نہ ایک دن کشمیر کو چھوڑنا ہوگا اور وادی کشمیر کے مسلمانوں کو پاکستان کے ساتھ مل جل کر نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی جدوجہد میں شریک ہونا ہوگا۔ ایسا ماحول عورتوں کو زیادہ امن وسکون مہیا کرے گا۔ آسیہ اندرابی نے زور دے کر کہا آج ساری دنیا بے دینی اور اللہ سے سرکشی کی وادی بن گئی ہے۔ انہیں اسلام کے دامن میں آکر امن نصیب ہوگا ایک دن دنیا بھر کے مسلمانوں کو یکجان اور متحد ہونا ہوگا۔

آسیہ اندرابی نے کہا آج کشمیر کی وادی مختلف قوتوں کی زور آزمائی کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ یہاں درجنوں سیاسی گروپ کام کررہے ہیں۔ ہندوستان کی تمام سیاسی جماعتیں اپنے اپنے طور پر وادی کشمیر میں زور آزمائی کررہی ہیں۔ اور ہندوستان کی فوجیں، اس کی ایجنسیاں، اس کے مذہبی گروپ اور بیرونی عناصر، اسلامی اور غیر اسلامی طبقے وادی کشمیر میں اپنا اپنا کھیل کھیل رہے ہیں۔ ان حالات پر عورتوں کا کردار نہایت ہی تھوڑا ہے۔ یہ مردوں کا میدانِ جنگ ہے، یہ مجاہدین کا میدان جنگ ہے، یہ ہندوؤں کی شیوسینا کا میدان ہے۔ یہاں عورت کا کوئی مقام نہیں، وہ جنگلوں میں نہیں جاسکتی، وہ بندوق نہیں اُٹھاسکتی، وہ مرسکتی ہے مگر مار نہیں سکتی۔

آسیہ اندرابی نے بتایا کہ اس کا خاوند محمد قاسم ایک جہادی گروپ جمعیت المجاہدین سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ اس کا شریک زندگی بھی ہے اور ۱۹۹۰ سے شریک جہاد بھی۔ اس نے آگے بڑھ کر میرے والد کو کہا کہ میں جہاد میں شریک ہوں اگر آپ اپنی بیٹی کا میرے ساتھ نکاح کردیں تو میں اسے زندگی بھر احترام اور عزت سے رکھوں گا۔ میرے والد مان گئے اور میری ۲۷ سال کی عمر میں اس مجاہد سے شادی ہوگئی ہم کئی بار گرفتار ہوئے۔ ہندوستانی جیل عقوبت خانے ہیں نہایت ہی پرعذاب ہیں۔ ۱۹۹۳ء میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بیٹا دیا۔ مجھے تیرہ ماہ کے لئے جیل میں بند کردیا گیا بیٹا میرے ساتھ جیل میں رہا۔ اس کی میں نے صرف اپنے دودھ سے پرورش کی۔ حکومت کی طرف سے اس بچے کے لئے کچھ نہیں

تھا کیونکہ کاغذوں میں وہ قیدی نہیں تھا۔

آج میں گھر آگئی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ میرا بیٹا بندوق کا سہارا لے کر بڑا ہو، ہاتھ میں بندوق لے کر جوان ہو، میں اسے مجاہد دیکھنا چاہتی ہوں، میں اسے ڈاکٹر یا انجینئر بنانا نہیں چاہتی، میں اسے سی ایس ایس کا امتحان دلوا کر ڈی سی نہیں بنانا چاہتی۔

میں اسے صرف مجاہد دیکھنا چاہتی ہوں جس کے سینے میں قرآن ہو جس کے ہاتھ میں بندوق ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں میں لڑتا رہے اور اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان غازیوں کے صف میں کھڑا نظر آئے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

ہمارے دور میں جہاد کے نام پر درجنوں تنظیمیں کام کر رہی ہیں لیکن ان تنظیموں کے مجاہدین اور ان کے سربراہوں کو روزنامہ قومی اخبار کراچی (باب المدینہ) نے دہشت گرد قرار دے کر ان کے جہاد کو مخدوش کر دیا ہے۔ سوائے ان چند تنظیموں کے جو روزنامہ ''قومی اخبار'' کے اشاروں کی زد میں نہیں ہیں اور وہی ہو سکتی ہیں جنہیں سعودی دہشت گردی کی نگرانی میں نہیں اور وہ واقعی کفار و مشرکین لشکر اسلام، لشکر ابابیل، انصار الاسلام آل جموں و کشمیر، سنی جہاد کونسل ان تنظیموں کو سعودی دہشت گرد سے کوئی تعلق نہیں اس لئے کہ یہ سعودی کے عقائد کی اس طرح دشمن ہیں جیسے یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کے مذہب کے ان کے سوا باقی تنظیمیں بالخصوص پاکستان کی جہادی تنظیمیں جیسے لشکر طیبہ، انجمن سپاہ صحابہ، جیش محمد اور یہی حال شیعہ تنظیموں کا ہے کہ ان کا تعلق ایران سے ہے۔

دہشت گردوں کا سرپرست کون؟

بلا تبصرہ حامد میر (کراچی)

امریکی دفتر خارجہ نے حرکت المجاہدین، القاعدہ اور حماس سمیت دنیا بھر میں ۲۸ تنظیموں کو دہشت گردی کی حالیہ لہر کا ذمہ دار بتایا۔ اور یہ دہشت گردی وزیر اعظم و وزیر اعلیٰ پنجاب کے طالبان مخالف بیانات کے فوراً بعد سامنے آئی ہے۔ کیا ب اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ دہشت گردی کی حالیہ لہر کا اصل نشانہ طالبان اور حرکت المجاہدین تھے دہشت گرد قرار دی گئی۔ اکثر تنظیمیں مسلمانوں پر مشتمل ہیں ان میں حماس سمیت پانچ تنظیمیں فلسطین کی آزادی کے لئے لڑ رہی ہیں پی ایل او اس فہرست میں شامل نہیں کیونکہ وہ ہتھیار پھینک کر مذاکرات میں مصروف ہیں۔ لبنان کی حزب اللہ

اورالجیریا کے آرمڈ اسلامک گروپ کو امریکہ نے پہلے بھی دہشت گردی قرار دیا تھا اور حالیہ فہرست میں بھی انہیں شامل کیا ہے۔حیرت کی بات ہے کہ ہمارے بعض مغرب نواز دانشور کیتھولک (Catholic) اور پروٹسٹنٹ (Protestant) فرقوں کی رواداری کے قصے سناتے نہیں تھکتے لیکن امریکہ سمیت اکثر مغربی ممالک اسلام کے خلاف تعصب اور نفرت انہیں دکھائی نہیں دیتی۔امریکہ جس حرکت المجاہدین کو دہشت گرد قرار دیتا ہے اس نے ہتھیار کیوں اُٹھائے؟اس لئے کہ بھارت اور اس کا سرپرست امریکہ کشمیریوں کو وہ حق خودارادیت دینے سے انکاری ہے جس کا وعدہ ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ نے کیا تھا۔

حماس اور دیگر فلسطینی تنظیموں نے بھی ہتھیار اس لئے اٹھائے کہ امریکہ اور برطانیہ نے باہمی سازش سے فلسطین اور یہودیوں کو مسلط کردیا الجیریا میں اسلام پسندوں نے انتخابات میں کامیابی حاصل کی لیکن امریکہ نے فوج کے ذریعہ اسلام پسندوں کو حکومت میں آنے سے روک دیا جس کے بعد وہاں آرمڈ اسلامک گروپ وجود میں آیا۔امریکہ چاہتا ہے کہ مسلمان ظلم وزیادتی پر خاموش رہیں لیکن وہ خاموش نہیں رہتے تو امریکہ انہیں دہشت گرد کہنے لگتا ہے۔مشرقی تیمور کی عیسائی اکثریت کو حق خودارادیت دلوا کر اور کشمیریوں کو حق خودارادیات سے محروم رکھ کر امریکہ اور مغربی ممالک اپنی انتہاء پسندانہ مذہبی منافرت کا مظاہرہ کرچکے ہیں۔یہ مغربی انتہا پسند مسلمانوں کو تباہ برباد کرنے کے لئے انہیں آپس میں لڑانا چاہتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو اپنی آنکھیں کھولنا ہونگی اور ان عناصر کو پہنچاننا ہوگا جو ہمیں فرقہ وارانہ بنیادوں پر آپس میں لڑانا چاہتے ہیں ہمارے اربابِ اختیار طالبان پر انگلی اُٹھانے کی جرأت تو رکھتے ہیں لیکن سعودی عرب کے بارے میں خاموش ہیں جو ایک فرقہ وارانہ گروپ کا سرپرست ہے۔آج نہیں تو کل یہ حقیقت ضرور کھل کر سامنے آئے گی کہ پاکستان میں دہشت گردی کی حالیہ وارداتیں ایک ایسے گروپ نے کیں جس کا سعودی سفارتکاروں سے گہرا رابطہ رہتا ہے۔اب یہ حقیقت ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ سعودی عرب کا شاہی خاندان دہشت گردی کے زور پر حکومت قائم رکھے ہوئے ہے۔اس دہشت گرد خاندان نے قرآن وحدیث کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حرمین شریفین کے اردگرد یہود ونصاریٰ کی فوجوں کو تعینات کررکھا ہے اور اگر کوئی اسامہ بن لادن کے لئے احتجاج کرے تو اسے ملک بدر کردیا جاتا ہے۔

سعودی حکومت اپنے عوام کے ساتھ نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے ساتھ دہشت گردی کی مرتکب ہورہی ہے۔اس شاہی حکومت نے کچھ عرصہ قبل نبی کریم ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کو بلڈوز کرکے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی جب دنیا بھر میں احتجاج ہوا تو اس واقعے کی تردید کردی گئی۔حال ہی میں اسلامی نظریاتی کونسل کے رُکن ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے اپنی آنکھوں سے وہ مقام دیکھا جہاں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کو شہید کردیا گیا آج دنیا بھر میں تاریخ کو محفوظ کیا جارہا ہے لیکن سعودی عرب کا شاہی خاندان تاریخ کو مٹانے کے درپے ہیں کیونکہ اسلام سے وابستہ اس تاریخ کا مطالعہ بادشاہوں کے خلاف جاتا ہے۔اسلام میں بادشاہت کی کوئی

گنجائش نہیں لہٰذا یہ شاہی خاندان آہستہ آہستہ اسلام کو مٹانے کے درپے نظر آتا ہے۔ حال ہی میں کویت کے ایک عالم دین سید یوسف ہاشمی رفاعی نے سعودی حکومت کے نام ایک طویل خط لکھا ہے جس میں بتایا اس بدبخت شاہی خاندان نے جامعہ میں ناصر البانی کو نوکری دے رکھی ہے جس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مزارِ اقدس کو مسجد نبوی ﷺ سے نکالا جائے۔ ناصر البانی کو شاہ فیصل نے جامعہ اسلامیہ سے نکال دیا تھا لیکن شاہ فہد اسے واپس لایا اسی جامعہ اسلامیہ میں مقبل بن ہادی الوداعی نامی شخص نے پی ایچ ڈی کے مقابلے میں لکھا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو مسجد نبوی سے خارج کیا جائے کیونکہ یہ قبر اور مزارِ رسول ﷺ کا گنبد بدعت ہے۔ اس شاہی خاندان نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہ مکان بھی گرا دیا جو اللہ رب العزت کی طرف سے وحی کا اولین مرکز تھا۔ یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اور تاریخ اسلام سے وابستہ تاریخی مقامات کو خلافت عثمانیہ کے دور میں ترکوں نے محفوظ کیا تھا لیکن آج سعودی عرب کا شاہی خاندان ان تمام مقامات مقدسہ کو نقصان پہنچانے کی تیاریوں میں ہے اور اس دہشت گرد خاندان کا سب سے بڑا سرپرست امریکہ ہے امریکہ صرف اس ایک دہشت گرد خاندان کا نہیں بلکہ بھارت اور اسرائیل سمیت مسلمانوں کے ہر دشمن کا سرپرست ہے امریکہ حرکت المجاہدین یا حماس پر پابندی لگا کر کشمیر و فلسطین میں آزادی کی تحریکوں کو نہیں دبا سکتا۔ مسلمانوں کو صرف کشمیر و فلسطین نہیں بلکہ سعودی عرب کے دہشت گرد خاندان اور اس کے سرپرست امریکہ کے قبضے سے حرمین شریفین کو بھی آزاد کروانا ہے اور آزادی کی یہ منزل صرف اتحاد و اتفاق سے ملے گی۔

(روزنامہ قومی اخبار کراچی، منگل ۱۲ اکتوبر ۹۹ء)

بہر حال جہاد بہت بڑی فضیلت کا حامل ہے لیکن اس کے لئے جس کی نیت اعلاء کلمۃ اللہ ہو اس کے علاوہ دنیوی ارادہ یا دکھاوا کے طور پر وہ جہاد جہنم میں لے جائے گا۔

وما علینا الا البلاغ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد المصطفیٰ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

هذا آخر مارقمه

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۵ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ